مفتی ابومعاویہ منظور احمد تونسوی

آزر ـــــ کون ؟

چند شبہات کا ازالہ

ایک مولانا صاحب نے خطبہ جمعہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ "آزر" ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے یہ ابراہیم علیہ السلام کے والد نہ تھے کیونکہ آزر از روئے قرآن مشرک تھا اور مشرک نبی (پیغمبر) کا اصل نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کے آباء واجداد سب پاک تھے اور مؤمن تھے اور شرعاً چچا پر "اَبْ" کا اطلاق مجازاً جائز ہے جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قرآن مجید میں سیدنا یعقوب کا اَب قرار دیا گیا ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا باپ کی مانند ہوتا ہے۔ لہٰذا آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا ہیں والد نہیں ـــــ ذیل کی سطور میں اس قسم کے دلائل پیش کرنے والے جملہ "محققین" کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دیا گیا ہے۔

آزر قرآن اور مفسرینؒ کی نظر میں

اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ج اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥

اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر کو تو کیا پکڑتا ہے مورتیوں کو خدا، میں دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم صریح بھٹکی ہوئی ہے۔

۱: اس آیت کی تفسیر میں صاحب مواہب الرحمٰن لکھتے ہیں: "یعنی بیان کر بطور نصیحت کے، جب کہ کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے جس کا لقب آزر تھا اور اصلی نام اس کا تارح تھا۔ آخر میں حائے مہملہ ہے۔ چنانچہ قاموس میں بھی باب الحاء المہملہ میں مذکور ہے۔ اور بعض نے بخاء معجمہ ضبط کیا ہے

ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابراہیمؑ کے باپ کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارح تھا۔ رواہ ابن ابی حاتم وکذا فیما اسندہ عن عکرمۃؒ عن ابن عباسؓ۔ کہا کہ آزر بُت کا نام ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تھا اور ماں کا نام مثلی اور جورو کا نام سارہ اور مملوکہ باندی کا نام ہاجرہ تھا۔ قال ابن کثیر و ھکذا قال غیر واحد من علماء النسب۔ مجاہدؒ وسدیؒ نے کہا کہ آزر بت کا نام ہے قال ابن کثیر شاید اس بُت کی خدمت کرنے کی وجہ سے اس پر یہ نام غالب آگیا ہو۔ قال ابن جریر شاید اس کے دو نام ہوں، آزر و تارح اور شاید ایک لقب ہو اور صواب یہ ہے کہ اس کے باپ کا نام آزر تھا قال ابن کثیر یہ قول جید قوی ہے۔

قال المترجم، مفسر نے شاید تاریخ ونسب بیان کرنے والوں کی جماعت پر نظر کر کے یہ اختیار کر لیا کہ آزر لقب ہے اور تارح نام ہے اور حق وہی ہے جو ابن جریر نے کہا جیسا کہ ابن کثیرؒ نے اس کی تجویز کی ہے۔ اور تارح نام بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاریٰ سے سنا ہوا مروی ہوا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے جو سراج میں لایا کہ امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں کہا کہ ابراہیمؑ بیٹے ہیں آزر کے جس کا نام توراۃ میں تارح ہے پس ابراہیمؑ کے باپ کے دو نام ہوئے جیسے یعقوبؑ واسرائیل دونوں حضرت یوسفؑ کے باپ کے نام تھے۔ اور بخاری نے افراد میں روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے اور آزر کے چہرہ پر قترت وغبرت ہوگی! (الی آخر الحدیث) پس اس میں مصرح کر دیا کہ آزر ان کا باپ تھا۔

قال ابن کثیرؒ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مصرح فرمایا کہ واذکر فی الکتاب ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا ہ اذ قال لابیہ یابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا (الآیہ) اور اس میں ہے کہ باپ کو کہا کہ سلام علیک سأستغفر لک ربی (الآیہ) اور فرمایا وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ (الآیہ) (سورۃ مریم پ۱۶)

اور صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے پس آزر ان سے کہے گا کہ میرے بیٹے آج کے روز میں کچھ تیری نافرمانی نہ کروں گا، پس ابراہیمؑ عرض کریں گے اے پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ بروز بعث تجھ کو تخفیف نہ کروں گا اور اس سے بڑھ کے کیا خواری ہے کہ میرا باپ دور پڑا ہے پس کہا جائے گا کہ اے ابراہیم پیچھے دیکھ

پس دیکھیں گے تو نظر آوے گا کہ ایک بد بخ ملتطخ (سیاہی بنجاست آلودہ) ہے پس اس کے چار دل پاؤں پکڑ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

قال المترجم! پس صحیح وصواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا اور تارح اس کا دوسرا نام ہوگا، جیسا کہ اہل تاریخ دنسب اور اگلے اہل کتاب نے کہا ہے کیونکہ توراۃ میں تارح اس کا نام لیا گیا، جیسے اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا نام لیا گیا ہے اور بعد آیات واحادیث صحیحہ کے کسی کو مجال نہیں ہے کہ آزر نام ہونے میں کلام کرے۔ فی السراج آزر نام ہونا اصح ہے اور یہی ثابت ہے اور اصلی نام تارح نہیں اور کہا کہ وہ کوئی نام گاؤں کا رہنے والا تھا جو سواد کوفہ میں ہے۔ الخ۔"

(تفسیر مواہب الرحمٰن ص۲۰۵ بلفظہ)

۲: تفسیر خازن میں ہے:-

وقال سعید ابن المسیبؒ ومجاھد آزر اسم صنم کان والد ابراھیم یعبدہ وانما سمّاہ بھذا الاسم لان من عبد شیئاً اواحبہ جعل اسم ذالک المعبود اوالمحبوب اسماً لہ۔

(تفسیر خازن ص۲۶ ج۲)

سعید ابن المسیبؒ اور مجاہد تابعیؒ فرماتے ہیں کہ آزر ایک بت کا نام ہے جس کی ابراہیمؑ کے والد پرستش کیا کرتے تھے، اس بت کے نام سے ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام پڑ گیا کیونکہ جو کسی شئی کی پرستش کرتا ہے یا اس سے محبت کرتا ہے تو معبود اور محبوب کے نام پر عابد اور محب کا نام رکھ دیا جاتا ہے۔

۳: تفسیر الاکلیل میں ہے:-

وھو اسم ابیہ اولقبہ لانہ خلاف بین النسّابین ان اسم ابیہ تارح وھو عطف بیان لابیہ الخ۔

(تفسیر الاکلیل ص۲۷ ج۴-۵)

کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہے یا اس کا لقب ہے کیونکہ نسب بیان کرنے والوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ان اسم ابیہ تارح یہ عطف بیان لابیہ کے جملہ کے لئے ہے۔

۴: تفسیر مدارک میں ہے:-

وهو اسم لابيه او لقبه الخ (تفسير مدارك التنزيل صـ۲۸ ج۲)

کہ آزر یہ نام ہے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا یا لقب ہے اس کا۔

۵: الامام الجلیل العلامہ ابی البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ لکھتے ہیں:

هو اسم ابيه او لقبه لانه خلاف بين النسابين ان اسم ابيه تارخ وهو عطف بيان لابيه (تفسير النسفي صـ۱۹ ج۲)

کہ آزر یہ نام ہے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا یا اس کا لقب ہے کیونکہ علماء النسب نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے بعض نے آزر کو نام اور بعض نے لقب کہا ہے۔

۶: تفسیر خازن میں ہے:

والصحيح هو الاول ان آزر اسم لابي ابراهيم لان الله تعالى سماه به وما نقل عن النسابين والمؤرخين ان اسمه تارخ ففيه نظر لانهم انما نقلوه عن اصحاب الاخبار واهل السير من اهل الكتاب ولا عبرة بنقلهم وقد اخرج البخاری فی افراده من حديث ابی هريرة ان النبی صلی الله عليه وسلم قال يلقی ابراهيم عليه وسلم اباه آزر يوم القيامة وعلى وجه آزر

صحیح بات وہی پہلی ہے کہ آزر ابراہیم ع کے باپ کا نام ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہی اس کا نام ذکر فرمایا ہے اور نسّاب اور مؤرخین نے جو اس کا نام تارخ نقل کیا ہے وہ محل نظر ہے اس لئے کہ انہوں نے نقل کیا ہے اہل کتاب کے اصحاب اخبار اور اہل سیر سے اور ان کی نقل کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور تحقیق امام بخاری رحمہ اللہ نے افراد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملاقات فرمائیں گے جب کہ آزر کے منہ پر غبار اور سیاہی چھائی ہو گی،

فترة و غبرة (الحديث) فسماه النبی صلی اللہ علیہ وسلم آزر ایضًا و لم یقل ابا ہ تارخ فثبت بھذا ان اسمہ الاصلی آزر لا تارخ واللہ اعلم۔

(تفسیر خازن ص۲۷ ج۲ پ)

(الحدیث) پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر بتایا ہے اور یوں نہیں فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ تارخ کے ایسا ایسا ہوگا، پس اس سے ثابت ہوگیا کہ ابراہیم کے باپ کا اصلی نام آزر تھا نہ کہ تارخ۔

۷: فخر المفسرین امام فخر الدین الرازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں" واذ قال ابراھیم لابیہ آزر" الآیۃ کے تحت لکھتے ہیں:

(المسئلة الثالثہ) ظاھر ھٰذہ الآیۃ یدل علی ان اسم والد ابراھیم ھو آزر، ومنھم من قال اسمہ تارخ۔ قال الزجاج لاخلاف بین النسابین ان اسمہ تارح ومن الملحدۃ من جعل ھٰذا طعنًا فی القرآن وقال ھذا النسب خطأ ولیس بصواب وللعلماء ھٰھنا مقامان:

تیسری بحث یہ کہ اس آیت کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا اور بعض حضرات نے کہا کہ اس کا نام تارح تھا۔ امام زجاجؒ نے فرمایا کہ علماء انساب کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس کا نام تارح تھا، اور ملحدین نے اس کو قرآن مجید میں طعن قرار دیا اور کہا کہ یہ نسب نامہ درست نہیں ہے بلکہ غلط ہے۔ اس موقع پر علماء کے لئے دو مقام (موقف) ہیں۔

(المقام الاول) ان اسم والد ابراھیم علیہ السلام ھو آزر، واما قولھم

مقام اول: یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا باقی رہا ان کا یہ قول کہ تمام نسب دان اس بات

اجمع النسّابون على ان اسمه كان تارح فنقول هذا ضعيف لان ذلك الاجماع انما حصل لان بعضهم يقلد بعضاً و بالأخرة يرجع ذلك الاجماع الى قول الواحد والاثنين مثل قول وهب وكعب وغيرهما وربما تعلقوا بما يجدونه من اخبار اليهود والنصارىٰ ولا عبرة بذٰلك فى مقابلة صريح القرآن ۔

(المقام الثانى) سلمنا ان اسمه كان تارح ثم لنا ههنا وجوه ۔

(الوجه الاول) لعل والد ابراهيم كان مسمى بهٰذين الاسمين فيحتمل ان يقال ان اسمه الاصلى كان "آزر" وجعل تارح لقباً له فاشتهر هذا اللقب وخفى الاسم فالله ذكره بالاسم ويحتمل ان يكون بالعكس و هو ان تارح كان اسماً اصلياً

پر متفق ہیں کہ ان کا نام تارح تھا اس بارے میں ہم کہتے ہیں کہ یہ قول ضعیف ہے ۔ اس لئے کہ یہ اجماع اس طرح ہوا کہ ایک دوسرے کی اندھی تقلید میں (مکھی پر مکھی مارتے چلے گئے) بلا تحقیق نقل کرتے چلے گئے ہیں ۔ انجام کار بات ایک دو آدمی پر جا کر ٹھہرتی ہے جیسے وہب اور کعب وغیرہما کا قول ہے بعض اوقات تو وہ یہود و نصاریٰ کی اخبار پر انحصار کر لیتے ہیں جس کا صریح قرآن مجید کے مقابلہ میں کوئی اعتبار نہیں ۔

مقام دوم: اگر ہم مان لیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ کے باپ کا نام تارح تھا تو اس صورت میں بھی ہمارے لئے کئی صورتیں محتمل ہیں ۔ **وجہ اوّل** شاید کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کے یہ دونوں نام ہوں ۔ پھر یہ بھی احتمال ہے کہ ان کا اصلی نام آزر ہو اور تارح اس کا لقب ہو، اور لقب مشہور ہو گیا اور نام پوشیدہ اور مخفی ہو گیا ہو پھر اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے اس کا ذکر اصلی نام (آزر) کے ساتھ کیا ہو ۔ اور اس کے برعکس بھی احتمال ہے اور وہ یہ کہ اس کا اصلی نام تارح ہوا ور آزر لقب

وآزر لقبا غالبًا فذكره الله تعالیٰ بهٰذا اللقب الغالب (الوجه الثانی) ان یکون لفظة آزر صفة مخصوصة فی لغتهم، فقیل ان آزر اسم ذم فی لغتهم وهو المخطئ کانه قیل وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ المخطئ کانه عابه بزیغه وکفره وانحرافه عن الحق وقیل آزر هو الشیخ الهرم بالخوارزمیة وهو ایضًا فارسیة اصلیة۔

واعلم ان هٰذین الوجهین انما یجوز المصیر الیهما عند من یقول بجواز اشتمال القرآن علی الفاظ قلیلة من غیر لغة العرب ۔

(والوجه الثالث) ان آزر کان اسم صنم یعبده والد ابراهیم، وانما سماه الله بهٰذا الاسم لوجهین ۔ احدهما انه جعل نفسه مختصًا بعبادته ومن بالغ فی محبة احد فقد یجعل

ہو جو عام پر غالب آگیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس لقب غالب کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا ہو۔ وجہ ثانی: ممکن ہے کہ لفظ آزر ان کی لغت میں ابراہیم علیہ السلام کے والد کی صفت مخصوصہ ہو، جیسا کہا گیا ہے کہ ان کی لغت میں آزر مذمت کا اسم ہے اور اس کا معنیٰ ہے خطأ کار گویا کہ یوں کہا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے خطاء کار باپ سے کہا گویا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کجروی اور اس کے کفر اور حق سے انحراف کرنے کی وجہ سے اس پر عیب لگایا، اور بعض نے کہا ہے کہ آزر خوارزمیہ لغت میں بوڑھے کو کہتے ہیں جب کہ ابراہیم ؑ کے والد بھی فارسی الاصل تھے۔ مخاطب کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ مذکورہ دو صورتیں ان لوگوں کے ہاں جائز ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن مجید میں بعض غیر عربی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

وجہ ثالث: یہ کہ آزر ایک بُت کا نام تھا جس کی ابراہیم علیہ السلام کا والد پوجا (پرستش) کیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نام اسی بُت کے نام پر رکھ دیا اور اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک وجہ یہ کہ

اسم المحبوب اسمًا للمحب قال الله تعالىٰ (يوم ندعوا كل اناس بامامهم) وثانيها بان يكون المراد عابد آزر فحذف المضاف واقيم المضاف اليه مقامه۔

(الوجه الرابع) ان والد ابراهيم عليه السلام كان تارح وآزر كان عما له والعم قد يطلق عليه اسم الاب كما حكى الله تعالىٰ عن اولاد يعقوب انهم قالوا (نعبد الٰهك والٰه آبائك ابراهيم واسمٰعيل واسحٰق) ومعلوم ان اسمٰعيل كان عما ليعقوب، وقد اطلقوا عليه لفظ الاب فكذا هٰهنا واعلم ان هٰذه التكلفات انما يجب المصير اليها لو دل دليل باهر على ان والد ابراهيم ما كان اسمه آزر وهٰذا الدليل لم يوجد البتة، فاى حاجة تحملنا على هٰذه التاويلات، و

ابراہیم علیہ السلام کے والد نے اپنے آپ کو اس بُت کی عبادت کے لئے مختص کر رکھا تھا اور ان کے ہاں یہ دستور تھا کہ جب کوئی کسی کی محبت میں حد سے بڑھ جاتا تو اس کا نام اس کے محبوب کے نام پر رکھ دیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "کہ جس روز ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے نام سے پکاریں گے"۔

اور دوسری وجہ یہ کہ اصل میں تقدیر عبارت یوں تھی عابد آزر پھر مضاف (یعنی عابد کے لفظ) کو حذف کر کے مضاف الیہ یعنی آزر کے لفظ کو اس کی جگہ کھڑا کر دیا گیا

وجہ رابع، یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح تھا اور آزر ان کے چچا کا نام تھا۔ کیونکہ کبھی چچا پر بھی باپ کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد یعقوب کی طرف سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کے جواب میں کہا تھا کہ "ہم عبادت کریں گے تیرے رب کی اور تیرے آباء و اجداد ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق علیہم السلام کے رب کی"۔ اور یہ بات معلوم شدہ ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے حالانکہ اس پر باپ کا لفظ استعمال

الدليل القوى على صحة
ان الامر على ما يدل عليه
ظاهر هذه الآية ان اليهود
والنصارىٰ والمشركين كانوا
فى غاية الحرص على تكذيب
الرسول عليه الصلوٰة والسلام
واظهار بغضه فلو كان
هذا النسب كذبا لامتنع
فى العادة سكوتهم عن
تكذيبه وحيث لم يكذبوه
علمنا ان هذا النسب صحيح
والله اعلم!

(المسئلة الرابعة) قالت
الشيعة ان احدا من آباء
الرسول عليه السلام و
اجداده ما كان كافرًا
وانكروا ان يقال ان
والد ابراهيم كان كافرًا
وذكروا ان آزر كان
عم ابراهيم عليه السلام
وما كان والدًا له واحتجوا
على قولهم بوجوه، الخ۔
(تفسیر کبیر جلد ۱۳ و ۱۴ مصری
طبع اول ص۳۷، ص۳۸)

کیا گیا ہے تو اسی طرح یہاں بھی چچا پر آپ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جب کہ یہ سب کچھ تکلفات ہیں اور یہ تکلفات اس وقت جائز ہو سکتے ہیں جب کہ اس پر کوئی دلیل بیّن موجود ہو کہ ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر نہ تھا اور حقیقت حال یہ کہ اس پر کوئی دلیل موجود نہیں تو پھر کس وجہ سے ہم یہ تاویلات اختیار کریں جب کہ اس کے برخلاف اس پر قوی دلیل موجود ہے کہ یہود ونصاریٰ اور مشرکین جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے (تکذیب کرنے) بڑی انتہائی حریص تھے اور ہر وقت کوئی نہ کوئی بہانہ مل جانے کی ٹوہ میں (انتظار میں) رہتے تھے۔ اگر آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام نہ ہوتا اور یہ نسب غلط ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ وہ خاموش رہتے اور جب ان مخالفین کی طرف سے اس نسب کی وجہ سے کوئی اعتراض نہیں ہوا تو ہمیں یقین ہے کہ قرآن مجید کا بیان کردہ نسب بالکل صحیح ہے۔

چوتھا مسئلہ: شیعہ (خذلہم اللہ) نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد میں سے کوئی کافر نہ تھا

اور شیعوں نے اس بات کا بھی انکار کیا کہ ابراہیم
علیہ السلام کے باپ کافر تھے اور انہوں نے
کہا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے ان
کے والد نہ تھے انہوں نے اپنے اس نظریہ
پر کئی وجوہ سے استدلال کیا ہے۔" الخ

فخر المفسرینؒ کی اس طویل بحث کا **خلاصہ** یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے نام کے بارے میں دو احتمال ہیں۔

(۱) یہ کہ آزر نام اور تارح لقب تھا۔ (۲) تارح نام اور آزر لقب تھا۔ اگر قرآن مجید کا بیان کردہ یہ ابراہیمی نسب نامہ صحیح نہ ہوتا تو یہود، نصاریٰ، مشرکین عرب اس پر ضرور اعتراض کرتے جب کہ وہ آپؐ کی تکذیب میں انتہائی حریص تھے، انتہائی بدترین دشمنوں کی طرف سے اس پر کوئی اعتراض نہ کرنا بیّن دلیل ہے کہ یہ ابراہیمی نسب نامہ بالکل صحیح ہے۔

۱۔ اگر بالفرض یہ مان لیں کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا تو اس پر کوئی صریح اور واضح دلیل موجود نہیں ہے۔

ب: یہ یہود و نصاریٰ سے نقل شدہ بے حقیقت اور لایعنی قسم کی اخبار ہیں جن کا اسلام میں اعتبار نہیں ہے

ج: یہ کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام نہ تھا بلکہ چچا کا نام تھا کیونکہ آزر کافر تھا اور کسی نبیؑ کے آباء و اجداد کافر نہیں ہوتے یہ شیعوں کا عقیدہ ہے اور شیعہ نے یہود سے لیا ہے، اور انہوں نے اپنے اس عقیدہ سے پر بچند وجوہ استدلال کیا ہے جو حجت نہیں۔

ہر اہلِ سنت و جماعت کیلئے ایک عظیم علمی تحفہ
نمازِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
جس میں
• مسائل قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہؓ سے مدلل۔
• پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی نماز کی واضح تصویر
مستند ماخذ، علمی سرمایہ، عام فہم اندازِ بیان
دلکش ترتیب۔
• اردو خواں حضرات کیلئے مدنی تحفہ جس کی افادیت مسلمہ ہے۔
• امام ابو حنیفہؒ کی علمی عظمت، فلسفیانہ اندازِ استدلال اور سنت سے والہانہ وابستگی کی ایک جھلک۔
تالیف: الشیخ محمد الیاس فیصل مدینہ منورہ
تقدیم: الشیخ محمد شفیق اسعد
ہر اچھے بک سٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب کریں
سنی پبلی کیشنز
پوسٹ بکس نمبر ۲۶۶ لاہور
قیمت ۵۱/-